

چترال میں مہر سے متعلق رسوم و رواج کا شریعت کے تناظر میں جائزہ

A review of customs and traditions related to Mahar in Chitral in the context of Sharia

Muhammad Ghayas Uddin

PhD Scholar in Islamic Studies at Shaheed BB University Sheringal Dir Upper

Email: muhammadghayas88@gmail.com

Dr. Zia Ur Rehman

Lecturer in Islamic Studies at Shaheed BB University Sheringal Dir Upper

Email: ziaktk@sbbu.edu.pk

Abstract

There is no doubt that every society has different customs and traditions related to Mahar. People follow these customs and traditions very strictly. However, there are some of these customs and traditions which are against the principles of Sharia. Chitrali society also has many rituals and customs related to Mahar which are followed by the people here. And sometimes differences arise in the society due to the fact that people do not know the Sharia rules of these customs and traditions. In this research paper, the rituals and customs found in Chitral related to Mahar will be presented in Sharia perspective so that it becomes clear to the people that which ritual is in accordance with Sharia principles and which ritual is against Sharia principles.

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ انسان تنہا رہنا پسند نہیں کرتا، بلکہ دیگر مخلوقات کی طرح معاشرہ میں رہنے کا خواہاں ہوتا ہے، اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہے کہ تنہا رہنا انسان کے لئے کافی حد تک ناممکن ہے۔ اب ایک معاشرے میں رہتے ہوئے انسان کو عموماً تین طرح کے قریبی رشتوں سے واسطہ پڑتا ہے، ایک اس کے باپ کی طرف سے ایک اس کی ماں کی طرف سے اور ایک اس کی بیوی یا شوہر کی طرف سے۔ اگر ان تینوں رشتوں کی بنیاد پر غور کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ درحقیقت ان تمام رشتوں کی بنیاد نکاح ہے۔

دین اسلام میں نکاح کو ایک خاص مقام حاصل ہے، قرآن کریم کی سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ مرد و عورت کے باہم نکاح کو انسانیت کی بڑھوتری کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (1) ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سارے مرد و عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔ (2)

حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کا باہم نکاح ہوا اور اس سے انسانیت پھیلی، مرنے والوں کے علاوہ آج دنیا میں بسنے والے آٹھ ارب سے بھی زیادہ لوگ آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ نسلی انسانی کی اس افزائش کی بنیاد نکاح ہی ہے۔

قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ خواتین کے ساتھ نکاح کو مردوں کے لئے سکون، راحت اور محبت کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (3) ترجمہ: اور اُس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم اُن کے پاس جا کر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیئے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

نکاح اگرچہ مرد و عورت کے درمیان ایک طرح سے عہد اور دنیوی معاملہ ہوتا ہے جو باہم ایک دوسرے کی تسکین نفس کا ذریعہ ہے، لیکن دین اسلام نے نکاح کو صرف ایک معاملہ قرار نہیں دیا ہے، بلکہ اس کو حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت اور عبادت قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (4) ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے ہیں، اور انہیں بیوی بچے بھی عطا فرمائے ہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "النكاح من سنتي فمن لم يعمل بسنتي فليس مني وتزوجوا فإني مكثر بكم الأمم" (5) ترجمہ: نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے، اور نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کو لے کر دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

اور ایک موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے نکاح کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضَى لِلْبَصَرِ وَأَحْصَى لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ" (6) ترجمہ: تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے، کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شر مگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا اس کو چاہئے کہ روزہ رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے حفاظت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نکاح دین اسلام کی نظر میں مرد و عورت کے درمیان ایک معاملہ یا معاہدہ سے بڑھ کر عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

قرآن و سنت میں نکاح کے احکام تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، ان احکام میں سے ایک حکم مہر بھی ہے۔ درحقیقت عقد نکاح کی وجہ سے مرد (شوہر) کو عورت (بیوی) سے جماع کرنے کا حق اور ایک طرح سے ملکیت حاصل ہوتی ہے، یہ مہر شرعاً اسی حق و ملکیت کا ایک معاوضہ ہے، اور یہ عورت (بیوی) کا حق ہے، جس کی ادائیگی اس کے شوہر پر شرعاً لازم ہوتی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَجَلَ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (7) ترجمہ: ان عورتوں (یعنی محرمات) کو چھوڑ کر تمام عورتوں کے بارے میں یہ حلال کر دیا گیا ہے کہ تم اپنا مال (بطور مہر) خرچ کر کے انہیں (اپنے نکاح میں لانا) چاہو، بشرطیکہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کا رشتہ قائم کر کے عفت حاصل کرو، صرف شہوت نکالنا مقصود نہ ہو۔ چنانچہ جن عورتوں سے (نکاح کر کے) تم نے لطف اٹھایا ہو، ان کو ان کا وہ مہر ادا کرو جو مقرر کیا گیا ہو۔" (8)

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: "عرف المهر في العناية بأنه اسم للمال الذي يجب في عقد النكاح على الزوج في مقابلة البضع" (9) ترجمہ: عنایہ (ہدایہ کی شرح) کے مؤلف نے مہر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مہر اس مال کو کہا جاتا ہے جو بیوی سے جماع کے عوض شوہر پر لازم ہوتا ہے۔"

مہر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَكَحَ امْرَأَةً وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَهْرِهَا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ زَانٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (10) ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اس کو مہر ادا نہیں کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن زانی شمار ہو گا۔"

پھر اگر مہر معجل ہو تو اس کی ادائیگی جلدی (یعنی عورت کے مطالبے پر) کرنی ہوگی اور اگر مؤجل ہو تو اس کی ادائیگی متعینہ مدت پر کرنی ہوگی۔ مہر معجل ہونے کی صورت میں شریعت نے بیوی کو یہاں تک اختیار دیا ہے کہ وہ مہر وصول کرنے سے پہلے اپنے شوہر کو چھوٹے (یعنی جماع) سے روک سکتی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب الجوہرۃ النیرۃ میں ہے: "وَالْمَرْأَةُ أَنْ تَمْنَعَ نَفْسَهَا حَتَّى تَأْخُذَ الْمَهْرَ وَتَمْنَعَهُ أَنْ يُسَافِرَ بِهَا ----- وَإِنْ كَانَ الْمَهْرُ كُلُّهُ مُؤَجَّلًا لَيْسَ لَهَا أَنْ تَمْنَعَ نَفْسَهَا" (11) ترجمہ: اور عورت (بیوی) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مہر (معجل) وصول کرنے سے پہلے اپنے شوہر کو چھوٹے سے اور اس کے ساتھ سفر کرنے سے منع کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ اور اگر مہر سارا کا سارا مؤجل ہو تو عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کو چھوٹے سے منع کرے۔"

شرعی اعتبار سے مہر کی حیثیت قرض کی ہے، یعنی مہر شوہر پر قرض ہوتا ہے جس کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہوتی ہے، حتیٰ کہ اگر مرد (شوہر) نے زندگی میں اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کے انتقال کے بعد اس کے

ترکہ (میراث) کو ورثاء کے درمیان تقسیم کرنے سے پہلے اس کی بیوہ کے مہر کی ادائیگی کی جائے گی، پھر ترکہ (میراث) ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

اب ایک طرف مہر کے بارے میں اسلامی تعلیمات ہیں اور دوسری طرف اس حوالے سے ہر علاقے کی الگ الگ رسمیں ہیں۔ چترال میں بھی مہر کے حوالے سے مختلف رسمیں پائی جاتی ہیں، اسلامی نقطہ نظر سے ان کے بارے میں تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے عوام انہیں لازم سمجھ کر ان پر عمل کرتے ہیں، اس طرح یہ رسمیں ان کی زندگی کا حصہ بن گئی ہیں، حالانکہ ان میں سے زیادہ تر رسمیں غیر شرعی ہیں، ذیل کے سطور میں مہر کے حوالے سے چترال میں پائی جانے والی رسومات کی تفصیل بیان کرنے کے ساتھ ان پر شرعی نقطہ نظر سے تحقیقی بحث کی جائے گی۔

مہر سے متعلق چترالی معاشرے کے رسوم و رواج:

مہر کے حوالے سے چترالی معاشرے میں کئی ساری رسمیں پائی جاتی ہیں، جن میں سے بعض رسمیں ایسی ہیں جو شریعت کے اصولوں سے واضح طور پر متضاد ہیں، ذیل کے سطور میں مہر سے متعلق چترال میں پائی جانے والی تمام رسومات پر ایک ایک کر کے شرعی نقطہ نظر سے تحقیقی بحث کی جائے گی۔

مہر میں نقدی متعین کی جاتی ہے:

چترال میں رہنے والی کہو قوم (چترال کے اصل باشندوں) کے ہاں یہ رسم ہے کہ ان کے ہاں مہر میں عموماً پاکستانی کرنسی متعین کی جاتی ہے، سونا و چاندی، جائیداد یا مال مولیٰ بطور مہر کے متعین نہیں کیے جاتے۔ البتہ یہاں رہنے والی پشتون قوم مہر میں عموماً سونا چاندی متعین کرتی ہے، اور نورستانی قوم (شیخ) کے ہاں یہ رسم ہے کہ وہ مہر میں مال مولیٰ متعین کرتے ہیں۔

شرعی اعتبار سے مہر میں کوئی بھی چیز متعین کی جاسکتی ہے، البتہ وہ چیز ایسی ہونی چاہئے کہ اس کو عرف میں مال سمجھا جاتا ہو، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم مال کے عوض خواتین کے ساتھ نکاح کرو، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَجَلٌ لَّكُمْ مَا وَزَّاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ (12) ترجمہ: ان عورتوں (محرمت) کو چھوڑ کر تمام عورتوں کے بارے میں یہ حلال کر دیا گیا ہے کہ تم اپنا مال (بطور مہر) خرچ کر کے انہیں (اپنے نکاح میں لانا) چاہو، بشرطیکہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کا رشتہ قائم کر کے عفت حاصل کرو، صرف شہوت نکالنا مقصود نہ ہو۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: ولا بد من كونها مما يستحق المال (13) ترجمہ: اور ضروری ہے کہ وہ (مہر) ایسی چیز ہو جو مال کہلانے کی مستحق ہو۔

چترالی معاشرے میں مہر سے متعلق جو رسم ہے کہ بعض لوگ رقم، بعض لوگ سونا و چاندی اور بعض لوگ مال مویشی متعین کرتے ہیں شرعی اعتبار سے یہ سب درست ہے۔

مہر معجل و مؤجل کی عدم تعیین:

چترالی معاشرے میں مہر باندھتے وقت اس بات کی تعیین عموماً نہیں ہوتی، کہ مہر کا کتنا حصہ معجل ہے اور کتنا حصہ مؤجل؟ بلکہ نکاح خواں مطلق طور پر مہر باندھتا ہے، تاہم یہاں کا عرف یہ ہے کہ مہر عموماً مؤجل ہی شمار ہوتا ہے۔ اس لئے عرف کا اعتبار کرتے ہوئے مہر میں تعجیل یا تاخیر کی تعیین نہیں کی جاتی۔

شرعی اعتبار سے اس طرح مہر باندھنا عرف کی وجہ سے جائز ہے، اور یہ مہر مؤجل ہی شمار ہوگا۔ اور چونکہ مؤجل ہونے کے ساتھ اس میں مدت کی تعیین نہیں ہوتی، اس لئے مہر کی ادائیگی طلاق پر یا شوہر کے انتقال پر لازم ہوگی۔

الفتاویٰ الہندیہ میں ہے: "لا خلاف لأخذ أن تأجيل المهر إلى غايته معلومة نحو شهر أو سنة صحيح وإن كان لا إلى غايته معلومة فقد اختلف المشايخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لأن الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق أو الموت" (14) اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ مہر کو معینہ مدت مثلاً ایک ماہ یا ایک سال (وغیرہ) تک مؤخر کرنا درست ہے، اور اگر غیر معینہ مدت تک مؤخر کیا جائے تو اس بارے میں مشائخ علماء کرام کا اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ یہ درست ہے، اور یہی بات صحیح ہے، کیونکہ مدت خود بخود متعین ہوتی ہے، اور وہ طلاق یا موت ہے۔

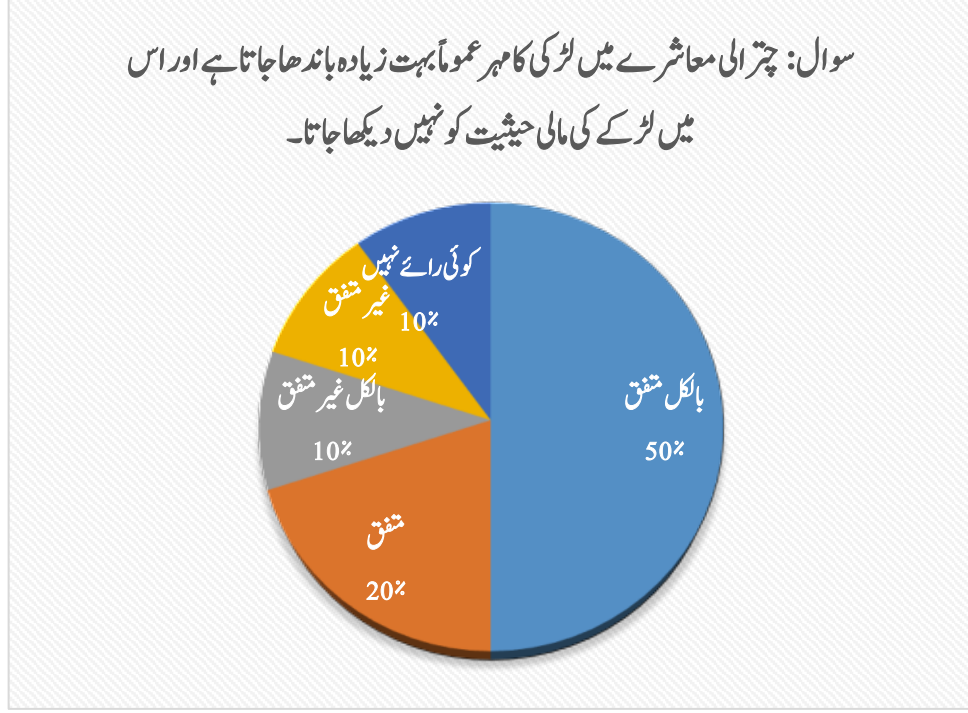
زیادہ مہر مقرر کرنا:

مہر کے حوالے چترالی معاشرے میں پائی جانے والی ایک رسم یہ ہے کہ یہاں کے لوگ عام طور پر اپنی بیٹیوں کا زیادہ مہر مقرر کرتے ہیں، نکاح کے وقت لڑکے کی مالی حیثیت کو نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی مہر مثل کو دیکھا جاتا ہے، ایک دوسرے سے بڑھ کر زیادہ مہر باندھنے کا رواج عام ہے۔ اور خواتین اس کو لے کر ایک دوسرے پر فخر کرتی ہیں کہ میرا مہر تم سے زیادہ ہے۔

زیادہ مہر باندھنے کی یہ رسم چترال میں رہنے والی پشتون قوم میں بھی ہے، اور تحصیل دروش کے علاقوں میں رہنے والی نورستانی قوم (جن کو مقامی طور پر شیخ کہا جاتا ہے) میں بھی۔ البتہ پشتون قوم مہر میں عموماً سونا مقرر کرتی ہے، اور نورستانی قوم میں مہر معجل کے طور پر گائے مقرر کی جاتی ہیں، اور گایوں کی تعداد بیس سے لے کر تیس تک ہوتی ہے۔

زیادہ مہر باندھنے کی رسم کے حوالے سے جب چترال کے طول و عرض میں سوالنامہ بھیج کر چار سو افراد سے اس بارے میں پوچھا گیا تو درج ذیل ڈاٹا حاصل ہوا، حاصل ہونے والا ڈاٹا گراف اور ٹیبل کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

گراف



ٹیبل

سوال	رائے	فریکوینسی	فیصد
چترالی معاشرے میں لڑکی کا مہر عموماً بہت زیادہ باندھا جاتا ہے، اور اس میں لڑکے کی مالی حیثیت کو نہیں دیکھا جاتا۔	بالکل متفق	200(400)	50%
	متفق	80(400)	20%
	بالکل غیر متفق	40(400)	10%
	غیر متفق	40(400)	10%
	کوئی رائے نہیں	40(400)	10%

مذکورہ بالا ڈاٹا کے مطابق مجموعی طور پر ستر (70) فیصد افراد نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ چترال میں لڑکیوں کا مہر بہت زیادہ باندھا جاتا ہے، اور مہر باندھتے وقت لڑکے کی مالی حیثیت کو نہیں دیکھا جاتا کہ کیا لڑکا یہ مہر ادا کر پائے گا یا نہیں؟، مجموعی طور پر بیس (20) فیصد لوگوں نے اس بات سے اختلاف کیا ہے، جبکہ دس (10) فیصد افراد نے کوئی رائے نہیں دی ہے۔

مذکورہ ڈاٹا کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ یہ رسم چترال میں بہت زیادہ ہے۔

شرعی حکم:

شرعی اعتبار سے مہر کی کم سے کم مقدار متعین ہے، اور زیادہ سے زیادہ مقدار متعین نہیں ہے، شریعت نے اس کو لڑکے اور لڑکی کی رضامندی پر چھوڑ دیا ہے، البتہ اس حوالے سے کچھ ہدایات ضرور دی ہیں۔ مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے، دس درہم سے کم مہر مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ دس درہم چاندی میں تولہ کے حساب سے 31.5 ماشہ چاندی بنتے ہیں۔

شرعی اعتبار سے مہر کا تعین لڑکی کی طرفہ نہیں کر سکتی بلکہ لڑکا اور لڑکی دونوں کی باہمی رضامندی اس میں ضروری ہے، اس لئے لڑکے کو چاہئے کہ اگر لڑکی یا اس کا وکیل مہر اتنا زیادہ رکھتا ہے کہ وہ اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کو کم کروائے، لڑکی کو چاہئے کہ مہر کے تعین کے وقت لڑکے کی مالی وسعت کو بھی پیش نظر رکھے۔

مہر کے حوالے سے بہتر یہ ہے کہ مہر فاطمی مقرر کیا جائے، مہر فاطمی پانچ سو درہم ہے، چاندی کے حساب سے 131 تولہ تین ماشہ چاندی بنتا ہے۔ اور اگر مہر فاطمی مقرر نہ کیا جائے تو مہر مثل اور لڑکے کی وسعت کے مطابق باہمی رضامندی سے مہر باندھا جاسکتا ہے، البتہ تفاخر میں زیادہ مہر باندھنا جائز نہیں ہے۔

مہر کا زیادہ ہونا شرعی اعتبار سے کوئی عزت کی چیز نہیں ہے، بلکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس میں خرچہ کم سے کم ہو، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے: عن عمر بن الخطاب قال: لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولاكم بها نبی اللہ ﷺ ما علمت رسول اللہ ﷺ نکح شیئاً من نسائه ولا انکح شیئاً من بناته علی اکثر من اثنتی عشرة اوقیة" (15) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: خبردار! خواتین کے مہروں میں حد سے تجاوز نہ کرو، بلاشبہ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہو تا تو ضرور تم میں سب سے زیادہ اس کا حق دار اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہوتے، میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی خواتین میں سے کسی سے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر پر نکاح کیا ہو، یا بارہ اوقیہ سے زیادہ پر اپنی کسی بیٹی کا نکاح کرایا ہو۔"

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے مہروں کے بارے میں ہے: "عن أبي سلمة بن عبد الرحمن أنه قال سألت عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم * كم كان صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان صداقه لأزواجه ثنتي عشرة أوقية ونشأ قالت أتدري ما النش قال قلت لا قالت نصف أوقية فذلك خمسمائة درهم فهذا صداق رسول الله صلى الله عليه وسلم لأزواجه" (16)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ: رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا مہر کتنا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی بیویوں کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا، پھر پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ پھر فرمایا کہ ایک نش آدھا اوقیہ ہوتا ہے، تو یہ کل پانچ سو درہم بنتے ہیں، بس یہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا مہر تھا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں مہر کے حوالے سے کئی ساری احادیث کو ذکر کیا گیا ہے چند ایک درج ذیل ہیں:

1--- عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ: لَا تُغَالُوا صُدُقَ النِّسَاءِ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ حَنْصُ. ترجمہ: "ابو العجفاء سلمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خواتین کے مہر میں حد سے تجاوز نہ کرو (یعنی بہت زیادہ مہر نہ باندھو)"۔

2--- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : كَانَ صَدَاقُ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَاقُ نِسَائِهِ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ.

ترجمہ: محمد بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں اور آپ ﷺ کی بیویوں کا مہر پانچ سو درہم تھا۔

3--- حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَبْدُ اللَّهِ ، عَنْ دَاوُدَ الزَّعَافِرِيِّ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ : قَالَ عَلِيٌّ : لَا مَهْرٌ بِأَقَلِّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ. (17) ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: دس درہم سے کم مہر مقرر نہیں ہو سکتا۔

استاذ محترم حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر فرماتے ہیں: "شریعت میں کم از کم مہر کی مقدار دس درہم مقرر ہے۔۔۔۔۔ اور زیادہ کی شریعت میں کوئی حد مقرر نہیں، بس مہر اتنا ہی ہونا چاہیے کہ جس کو شوہر آسانی کے ساتھ ادا کر سکے، اور اس کی نیت بھی ادا کرنے کی ہو، اور وہ ادا کرنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو" (18)

چترالی معاشرے میں مہر زیادہ باندھنے کی وجوہات:

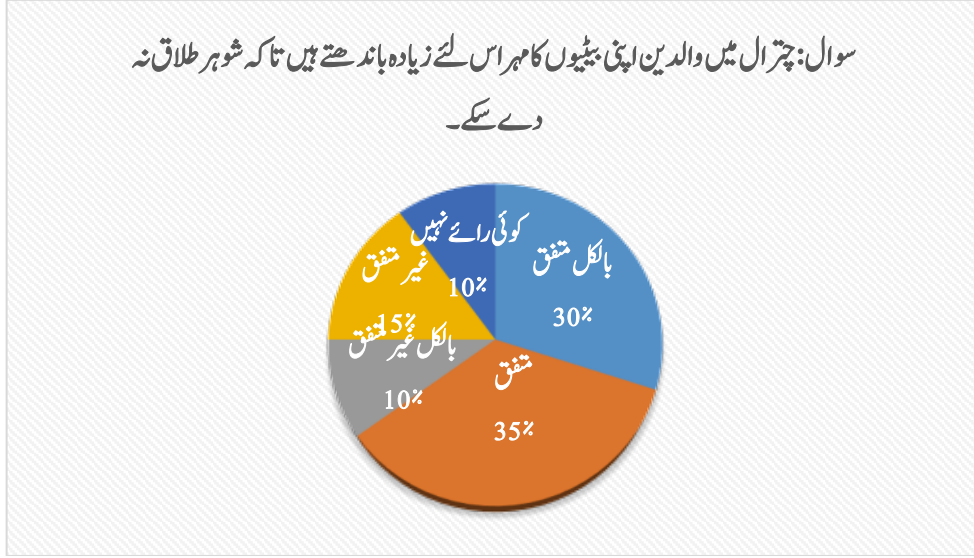
جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ چترالی معاشرے میں عقد نکاح کے وقت عام طور پر خواتین کا مہر زیادہ باندھا جاتا ہے، اب اس کی کیا کیا وجوہات ہیں، اس کے بارے میں جب راقم الحروف نے چترال کے طول و عرض میں سوالنامہ تقسیم کر کے تحقیق کی کوشش کی تو یہ بات واضح ہو گئی کہ اس کی بنیادی طور پر درجہ ذیل تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ:

سوالنامہ سے حاصل ہونے والے ڈاٹا سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چترال میں والدین اپنی بیٹیوں کا مہر اس لئے زیادہ باندھتے ہیں تاکہ اگر اس کے شوہر کے درمیان کل کو کوئی اختلاف ہو جائے اور نوبت طلاق دینے تک پہنچے تو لڑکا اپنی بیوی کو مہر زیادہ ہونے کی وجہ سے طلاق نہ دے سکے۔ یوں وہ مجبوراً اس کا ساتھ نبھائے گا۔

سوالنامہ سے حاصل ہونے والا ڈاٹا گراف اور ٹیبل کی صورت میں درج کیا جاتا ہے۔

گراف



ٹیبل

سوال	رائے	فریکوینسی	فیصد
چترال میں والدین اپنی بیٹیوں کا مہر اس لئے زیادہ باندھتے ہیں تاکہ شوہر طلاق نہ دے سکے۔	بالکل متفق	120(400)	30%
	متفق	140(400)	35%
	بالکل غیر متفق	40(400)	10%
	غیر متفق	60(400)	15%
	کوئی رائے نہیں	40(400)	10%

مذکورہ بالا ڈاٹا کے مطابق چترال میں پینسٹھ (65) فیصد لوگ اپنی بیٹیوں کا مہر اس لئے زیادہ مقرر کرتے ہیں تاکہ ان کے شوہر ان کو طلاق نہ دے سکیں، صرف پچیس (25) فیصد لوگ اس بات کو درست تسلیم نہیں کرتے۔

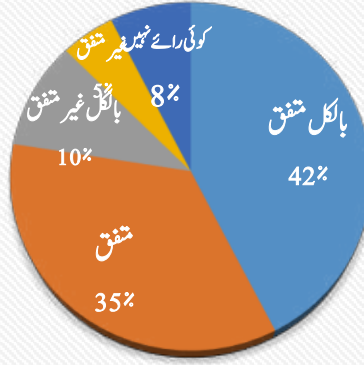
اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو گئی کہ چترالی معاشرے میں یہ رسم بہت عام ہے۔

دوسری وجہ:

چترالی معاشرے میں مہر زیادہ باندھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہاں عام طور پر لوگوں کا یہ تصور ہے کہ مہر کی ادائیگی ضروری نہیں ہے، اس لئے جتنا باندھا جائے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ مہر کے بارے میں یہاں یہ مقولہ مشہور ہے کہ مہر جتنا باندھنا ہے باندھو دیتا کون ہے؟ یعنی دینا ویسے بھی نہیں ہے۔ جب اس کے بارے میں سوالنامہ بھیج کر لوگوں کی رائے معلوم کی گئی تو درجہ ذیل ڈاٹا حاصل ہوا، حاصل شدہ ڈاٹا کو گراف اور ٹیبل کی صورت میں درج کیا جاتا ہے۔

گراف

سوال: چترال میں عام طور پر مہر کی ادائیگی کو لازم نہیں سمجھا جاتا، صرف لکھنے اور مقرر کرنے تک محدود سمجھا جاتا ہے۔



ٹیبل

سوال	رائے	فریکوینسی	فیصد
چترال میں عام طور پر مہر کی ادائیگی کو لازم نہیں سمجھا جاتا، صرف لکھنے اور مقرر کرنے تک محدود سمجھا جاتا ہے۔	بالکل متفق	170(400)	42%
	متفق	140(400)	35%
	بالکل غیر متفق	40(400)	10%

5%	20(400)	غیر متفق	
8%	30(400)	کوئی رائے نہیں	

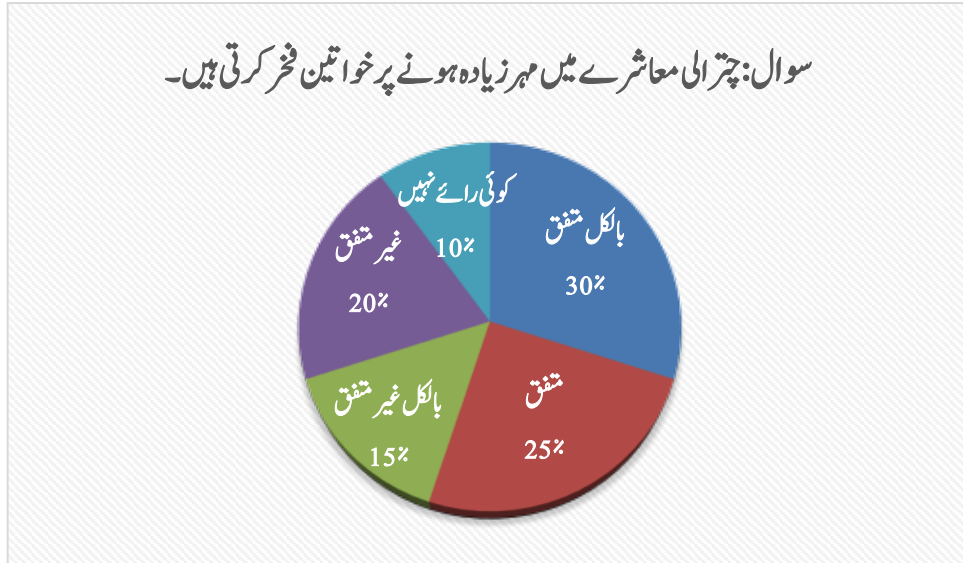
درج بالا ڈاٹا کے مطابق مجموعی طور پر ستر فیصد افراد نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ چترالی معاشرے میں عمومی رجحان یہ ہے کہ مہر کی ادائیگی کو یہاں کے لوگ لازم و ضروری نہیں سمجھتے، بلکہ عقد نکاح کے وقت صرف لکھنے اور مقرر کرنے کی حد تک محدود سمجھا جاتا ہے۔ صرف پندرہ فیصد افراد نے اس بات سے اختلاف کیا ہے، جبکہ آٹھ فیصد افراد نے کوئی رائے نہیں دی۔

تیسری وجہ:

زیادہ مہر باندھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہاں کے معاشرے میں خواتین زیادہ مہر کو لے کر ایک دوسرے پر فخر کرتی ہیں، کہ میرا مہر تمہارے مہر سے زیادہ ہے، اس لئے عقد نکاح کے وقت دلہن یہ کوشش کرتی ہے کہ اس کا مہر زیادہ سے زیادہ باندھا جائے۔

جب اس بارے میں سوالنامہ تقسیم کر کے تحقیق کی گئی تو درج ذیل ڈاٹا حاصل ہوا۔ حاصل شدہ ڈاٹا کو گراف اور ٹیبل کی صورت میں درج کیا جاتا ہے۔

گراف



مبیل

سوال	رائے	فریکوینسی	فیصد
چترالی معاشرے میں مہر زیادہ ہونے پر خواتین فخر کرتی ہیں۔	بالکل متفق	120(400)	30%
	متفق	100(400)	25%
	بالکل غیر متفق	60(400)	15%
	غیر متفق	80(400)	20%
	کوئی رائے نہیں	40(400)	10%

مندرجہ بالا ڈاٹا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چترال میں خواتین مہر کی زیادتی کو لے کر ایک دوسرے پر فخر کرتی ہیں، اس لئے عقد نکاح کے وقت لڑکی اور اس کا ولی زیادہ مہر باندھنے کی کوشش کرتا ہے۔ سوالنامہ کے مطابق تیس فیصد افراد نے اس بات سے مکمل طور پر اتفاق کیا ہے، پچیس فیصد افراد نے کہا ہے کہ ہم اس بات سے متفق ہیں۔ یوں مجموعی طور پر پچپن فیصد افراد اس بات سے اتفاق کرتے ہیں، جبکہ مجموعی طور پر پینتیس فیصد افراد اس بات سے اختلاف کرتے ہیں، اور دس فیصد افراد نے کوئی رائے نہیں دی، اس ڈاٹا کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ چترالی معاشرے میں یہ رجحان کافی زیادہ ہے۔

شرعی حکم:

زیادہ مہر باندھنا شرعی نقطہ نظر سے اگرچہ جائز ہے، کیونکہ شریعت نے مہر کی کم سے کم مقدار کی تحدید کی ہے، اور زیادہ مقدار کی تحدید نہیں کی ہے، البتہ شوہر کی استطاعت سے زیادہ مہر باندھنا ممدوح نہیں ہے، پھر اگر زیادہ مہر باندھنے کی وجہ یہ ہو کہ شوہر مجبوری کے وقت اپنا جائز شرعی حق طلاق کو استعمال نہ کر سکے، اس میں مزید شرعی طور پر ناپسندیدگی آ جاتی ہے۔ اس لئے اس عمل سے پرہیز کرنا چاہئے۔

شرعی اعتبار سے مہر بیوی کا حق ہوتا ہے، اور اس کی ادائیگی شوہر پر لازم ہے، حتیٰ کہ اگر کسی نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ کو ورثاء کے مابین تقسیم کرنے سے پہلے مہر کو ادا کیا جائے گا۔ اس لئے مہر کی ادائیگی کو ضروری نہ سمجھنا شرعی لحاظ سے بالکل ناجائز ہے، اور اس سے اجتناب لازم ہے۔

مہر کا زیادہ ہونا شرعی طور پر کوئی قابل فخر شئی نہیں ہے، روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! بہت زیادہ مہر مقرر نہ کرو، کیونکہ زیادہ مہر مقرر کرنا اگر دنیا میں عزت و فضیلت کی چیز ہوتی یا اللہ تعالیٰ کے

نزدیک کوئی تقویٰ والی چیز ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے، حالانکہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی پانچ سدرہم سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا ہے۔

مہر معاف کروانا:

چترالی معاشرے میں مہر سے متعلق ایک رسم یہ ہے کہ یہاں کی خواتین میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ بچے کی پیدائش کے وقت اگر عورت اپنا مہر اپنے خاوند کو معاف کر دے تو بچے کی پیدائش کا عمل سہولت و آسانی سے مکمل ہوتا ہے، اس لئے خواتین اس وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہیں، اس کے علاوہ شوہر یا بیوی کسی بڑی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو اس وقت عورت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے، نیز یہاں کے مرد بھی اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح بیویاں اپنا مہر انہیں معاف کر دیں، یوں زیادہ تر خواتین اپنے شوہر کو اپنا مہر معاف کر دیتی ہیں، البتہ یہ معافی زیادہ تر زبانی طور پر ہوتی ہے، یعنی بیوی اپنا مہر وصول کرنے سے پہلے اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں نے اپنا حق مہر آپ کو معاف کر دیا۔

شرعی حکم:

شرعی اعتبار سے مہر عورت کا حق ہے، اور مہر معجل ہونے کی صورت میں مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بلا وجہ اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے، بلکہ خوش دلی سے مہر ادا کرنا چاہئے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلًا﴾ (19) ترجمہ: اور دے دو عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے۔ تاہم اگر عورت اپنی خوش دلی سے اپنے شوہر کو اپنا یہ حق معاف کر دے تو شرعاً اس کو اجازت ہے، وہ ایسا کر سکتی ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ معاف اپنے خوش دلی سے کر رہی ہو، شوہر جبر و اکراہ یا معاشرے کے رسم و رواج کی وجہ سے نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ طِبَّنَا لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا﴾ (20) ترجمہ: ہاں! اگر وہ خوس اس کا کچھ حصہ خوش دلی سے چھوڑ دیں تو اسے خوشگوار اور مزے سے کھا لو۔

خلاصہ بحث:

مہر سے متعلق چترال میں پائی جانے والی کئی ساری رسومات ہیں، جن میں سے بعض رسومات شرعی نقطہ نظر سے جائز ہیں، جیسے مہر میں نقدی متعین کرنا وغیرہ، جبکہ اکثر رسومات ایسی ہیں جو شرعاً جائز نہیں جیسے مہر کے زیادہ ہونے کو لے کر خواتین کا باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا وغیرہ۔

مقامی علماء کرام کو چاہئے کہ وہ نرمی اور حکمت سے لوگوں کو ان رسومات سے بچانے کی کوشش کریں جو شرعی نقطہ نظر سے ناجائز ہیں۔ اور جن رسومات کی شریعت میں گنجائش ہے ان کے بارے میں زیادہ سختی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح معاشرے کو رسوم و رواج کے حوالے سے افراط و تفریط سے بچایا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

- (1) النساء:4، آیت:1
- (2) مفتی محمد تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1429ھ، ص:246
- (3) سورۃ الروم:30، آیت:21
- (4) سورۃ الرعد:13، آیت:38
- (5) امام مالک، ابو عبد اللہ، مالک بن انس، موطا الامام مالک، الناشر: دار القلم، دمشق، 1413ھ، 1991م، ج:2، ص:427
- (6) امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، دارالکتب العلمی، بیروت، س-ن، ج:2، ص:173، رقم الحدیث:2048
- (7) النساء:3، آیت:24
- (8) آسان ترجمہ قرآن، شیخ الاسلام، ص:259
- (9) شامی، محمد امین بن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، دارالفکر، بیروت، 2000ء، ج:3، ص:100
- (10) ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مکتبہ الرشد، بیروت، ج:4، ص:360
- (11) ابو بکر علی بن محمد الجوہرۃ النیرۃ، مکتبہ حقانیہ، پاکستان، س-ن، ج:2، ص:87
- (12) النساء:4، آیت:24
- (13) شامی، ردالمحتار علی الدر المختار، ج:3، ص:102
- (14) شیخ نظام وجماعۃ من علماء الہند، الفتاوی الہندیۃ، دارالفکر، بیروت، 1991ء، ج:1، ص:318
- (15) ملا علی قاری، علی بن سلطان، مرقاۃ المفاتیح مع المشکاۃ ج:10، ص:147، رقم:2704
- (16) امام مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج:2، ص:1042، رقم:1426
- (17) ابن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، ج:4، ص:188
- (18) مفتی عبد الرؤف سکھروی، شادی بیاہ کے اسلامی احکام، ص:32
- (19) النساء:4، آیت:4
- (20) النساء:4، آیت:4